رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

کی نصرت کے لئے اک آسمان پر شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست

جلد | مورخہ ۸ - نومبر سنہ ۱۹۱۹ء | شنبہ | مطابق ۱۴ صفر سنہ ۱۳۳۸ھ | نمبر ۳۷

مدینۃ المسیح

۳- نومبر کی شب کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو قریباً ۱۰۱ درجہ کا بخار ہو گیا۔ اور اس روز دن بھر یہی کیفیت رہی۔ اور شام کو ۱۰۲ درجہ کے قریب ہو گیا۔ ۵ تاریخ کو طبیعت نسبتاً اچھی رہی۔ ۶ کو بھی طبیعت اچھی رہی۔

۴- نومبر کو جناب انسپکٹر صاحب مدرسجات لاہور ڈویژن قادیان میں تشریف لائے۔ اور ۷ تاریخ تک یہیں رہے۔ اور ہمارے مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کا معائنہ فرمایا۔

انتظام جلسہ کی کمیٹی کے سکرٹری بدستور مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب ہی ہیں۔ جلسہ کے متعلق انشاء اللہ آئندہ ہم مفصل لکھیں گے۔

نامہ صادق

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عاجز کئی ماہ سے متواتر آنکھوں میں ککروں کے مرض میں گرفتار ہے۔ اللہ ہی شافی ہے۔ اس کے سوائے کوئی نہیں جو گناہوں کو بخشے۔ وہ جو چاہتا ہے۔ کرتا ہے۔ سب کچھ اس کی طاقت میں ہے۔ میں بزرگ دوستوں کا مشکور ہوں۔ جنھوں نے میرے واسطے دعائیں کیں۔ خواہ انہوں نے مجھے اطلاع کی یا نہیں کی۔ مگر میں اللہ پاک کے فضل اور کرم پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ کہ وہ ان کی دعاؤں کو ضائع نہ کریگا۔ میں بھی دعاؤں سے غافل نہیں۔ اور اگرچہ میں سب کو اطلاع نہیں کر سکتا کہ کس کس کے واسطے میں نے دعا کی۔ مگر اس ملک کے پہاڑ اور کنارہائے سمندر اور شہروں کی گلیاں اور کوچے اور میدان اور کھیت سب گواہ ہیں۔ کہ میں اپنے محسنین کے واسطے دعائیں کرتا ہوں اور اللہ پاک رحیم کریم۔ حلیم۔ ستار غفار کے فضلوں پر قبولیت کا امیدوار ہوں۔ اتفاق سے مرض ککروں کے ہونے کے ساتھ ہی بعض ایسے ضروری کام بھی آپڑتے رہے۔ کہ آنکھوں کو آرام دینے اور باقاعدہ علاج کی طرف متوجہ ہونے کی فرصت ہی نہیں ملی۔ پہلے اصلاحات ہند کے متعلق پولٹیکل کام رہا۔ پھر دو نئے مشنریوں کے آنے پر ان کو کام سمجھانے اور

> **اِرسال جماعت احمدیہ کا**
> **سالانہ جلسہ انشاء اللہ تعالیٰ ۲۶-۲۷-۲۸-۲۹ دسمبر سنہ ۱۹۱۹ء کو ہوگا**
> خاکسار شیر علی عفا اللہ عنہ ناظر اعلیٰ

اور نومسلمین اور زیر تبلیغ لوگوں سے ان کی ملاقاتیں کے کرانے میں مصروفیت رہی۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہر دو صاحبان اپنے اپنے رنگ میں یہاں کے کام کے واسطے بہت ہی موزون ثابت ہوئے۔ اور ایک چلتا ہوا کام جو ہم نے ان کے سپرد کیا ہے۔ اس کو انہوں نے نہ صرف سنبھال لیا ہے۔ بلکہ اور اس میں ترقی کر رہے ہیں۔ ہر دو صاحبان یہاں کے لوگوں میں ہر دلعزیز ہو رہے ہیں۔ اور ان کی خدمات ابھی سے مقبولیت کا جامہ پہن رہی ہیں۔

یہ دیکھ کر کہ اب میرے بھی علاج چشم کی طرف متوجہ ہونے سے کام میں حرج نہیں ہو سکتا۔ عاجز لنڈن کے دھوال دھار دائرہ سے تھوڑا باہر۔ سوتھ اینڈ نام ایک بستی میں علاج چشم کے واسطے چلا آیا۔ یہاں بھی تھوڑا بہت تبلیغ کا کام زبانی ہوتا رہا۔ ڈاکٹر صاحب جو علاج کرتے ہیں۔ اور ان کی بیوی سلسلہ کی طرف بہت متوجہ ہو رہے ہیں۔ اور تین چار اور آدمی بھی زیر تبلیغ ہیں۔ ایک صاحب کی درخواست بیعت بھی حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور بھجوا دی گئی ہے۔ لیکن زیادہ تر عاجز علاج کی طرف متوجہ رہا۔ میرے بعد لنڈن میں پروفیسر نیر صاحب و چوہدری صاحب بامداد برادرم قاضی عبد اللہ صاحب کام میں مصروف رہے۔ اور فتحیاب ہو رہے ہیں۔ ان کی رپورٹیں احباب نے پڑھی ہیں۔ یہاں عاجز قریب ایک ماہ رہا۔ اور آنکھوں کو کچھ آرام ہے۔ اب دربار خلافت سے ایک خاص علمی تحقیقات کے واسطے حکم آیا ہے۔ جس کے لئے متواتر تین ماہ عاجز کو لنڈن کے کتب خانوں میں چھان بین کرنی ہوگی۔ سو عاجز واپس لنڈن جاتا ہے۔ بقیہ علاج چشم بھی وہیں کروں گا۔ اور تحقیقات مذکورہ میں شب و روز مصروف رہوں گا۔ تبلیغی کام اب کلیۃً برادران نیر و سیال کے سپرد ہیں۔ امید ہے مسٹر نیر عاجز کی صحت وغیرہ کے متعلق بھی احباب کو اطلاع کرتے رہینگے نام تحریر کا کام اب انہیں کے سپرد ہے۔ اس کے علاوہ افریقہ کے لوگ ایک مشنری مانگتے ہیں۔ اور انہوں نے مجھے لکھا ہے۔ اور سفر خرچ بھی بھیجا ہے

جس کی اطلاع دربار خلافت میں کی گئی ہے۔ حکم کا منتظر ہوں۔ شاید سفر بحری در پیش ہو۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ کہ سفر اگر پیش آوے۔ تو صحت اور سلامتی کے ساتھ ہو۔ اور اللہ پاک کی رضامندیاں اس سے حاصل ہوں ۞

ایک اور ضروری امر جس کی طرف میں احباب کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ جو لڑکیاں یہاں مسلمان ہوتی ہیں۔ ان میں سے جو ابھی سلسلہ حقہ میں بھی داخل نہیں ہوئی ہیں۔ ان کے نکاح کے واسطے یہاں بہت مشکلات در پیش ہیں۔ غیر مسلموں سے ان کی شادی ناجائز اور موجب ارتداد ہونے کا خوف۔ بعض کی میں نے ہندی مسلمانوں سے شادیاں کرائی ہیں۔ لیکن مسلمان لائق بہت کم ملتے ہیں۔ اگر ذی استعداد صاحبان ضرورت دوست توجہ کریں۔ تو یہ مشکل بآسانی رفع ہو سکتی ہے اس کے متعلق مزید خط و کتابت مسٹر سیال و مسٹر نیر کے ساتھ کرنی چاہیئے۔ اگر چند جوشیلے مخلص احمدی بغرض تجارت یا ملازمت یہاں آجائیں تو بہت فائدہ ان کو اور مشن کو ہو سکتا ہے۔ والسلام

طالب دعا

دعا گو۔ عاجز محمد صادق عفا اللہ عنہ

اخبار احمدیہ

موضع گھمن ضلع گورداسپور میں تبلیغ۔

خاکسار موضع گھمن ضلع گورداسپور میں دورہ کرتا ہوا پہونچا۔ اور یہاں پر تبلیغ کا اچھا موقع اللہ تعالےٰ نے عنایت فرمایا۔ میں رات کے وقت مکان کی چھت پر حضرت مسیح کی وفات اور حضرت مسیح موعود کی صداقت کو خوب واضح کر کے بیان کیا راقم کی تقریر کی کامیابی کو دیکھ کر گاؤں کے مُلا چونکہ بڑے اور مباحثہ کے لئے تیار ہوئے۔ ان کے ہر سوال کا دندان شکن جواب دیا گیا۔ آخر وہ اس بات پر آمادہ ہوئے کہ کسی مولوی کو راقم کے مقابلہ پر لاویں۔ میں نے کہا کہ ترتیب مباحثہ یہ قرار پائی۔ کہ پہلے وفات مسیح اور بعد صداقت مسیح موعود پر مباحثہ ہو۔ جب ان کے مولوی سمیان مولوی مہر الدین سکنہ نوشہرہ و ابراہیم سکنہ بٹھیاں جو کہ پہلے بھی خاکسار سے شکست کھا چکے ہیں۔ موضع مذکور میں آئے تو راقم نے بموجودگی تمام حاضرین کے کہا کہ حیات مسیح کے دلائل پیش کرو۔ جس سے انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ صداقت مرزا صاحب پر گفتگو ہوگی۔ اس بات پر بہت دیر تک سوال و جواب ہوتے رہے۔ اور خاکسار کی طرف سے جو آخری رقعہ ان کی طرف بھیجا گیا (جس کا اب تک کوئی جواب نہیں ملا) اس کا مضمون یہ تھا۔ کہ اگر تم حضرت مسیح کو فوت شدہ مانتے ہو تو ہمیں تحریر کر دو۔ تا پھر ہم صداقت مسیح موعود پر گفتگو کریں مولویصاحبان کو جب یہ رقعہ ملا۔ تو وہ بغیر جواب دئے واپس چلے گئے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر ہم نے وفات مسیح پر مقابلہ کیا تو ہماری کمزوری پورے طور پر ظاہر ہو جائیگی۔ لوگوں نے کہا کہ ہم حضرت مسیح کو فوت شدہ مانتے ہیں۔ لیکن لکھ کر نہیں دیتے تا ایسا نہ ہو کہ تم چھپوا دو۔ اور ہم تمام دنیا میں بدنام ہو جائیں گاؤں کے ہندؤں نے بڑا زور لگایا۔ کہ مولویصاحبان وفات مسیح پر گفتگو کریں۔ مگر ان کی ایک نہ مانی گئی مخالفوں کی ان حرکات پر ہمیں نہایت افسوس آتا ہے کہ ان لوگوں کے دل تو حضرت مسیح کو فوت شدہ مانتے ہیں مگر بوجہ مخالفت اس کا اعلان نہیں کرتے۔ اس واقعہ کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تین احمدی جو بالکل گمنام تھے۔ انہوں نے اپنے آپ کو ظاہر کر دیا۔ اور ایک غیر احمدی نے (جو کہ خواندہ ہے) میرے سامنے اقرار کیا۔ کہ مجھ کو تسلی ہو گئی ہے میں انشاء اللہ جلسہ پر حاضر ہو کر بیعت کروں گا۔ اور جب غیر احمدیوں کو معلوم ہوا کہ یہ مولوی خاکسار راقم کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو انہوں نے باواز بلند کہا کہ اب کسی بڑے مولوی کو بلائینگے۔ میں نے کہا کہ ضرور بلاؤ۔ میں تیار ہوں۔ مگر یہ یاد رکھو کہ کوئی بھی انشاء اللہ ہمارے مقابلہ پر آمادہ نہ ہو گا ۞

شیخ چراغ دین احمدی (منشی عالم) مبلغ ضلع گورداسپور

التقریظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان ۔ ۸ ۔ نومبر ۱۹۱۹ء

حضرت امام کے خطبات جمعہ ہر جگہ جمعہ میں پڑھے جائیں

چونکہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کی ذات کے ساتھ تمام جماعت احمدیہ وابستہ ہے۔ اور آپ کو اپنا امام و مقتدی سمجھتی ہے اس لئے آپ جو کچھ بھی ارشاد فرماتے ہیں۔ اس کی مخاطب ایک شخص نہیں ہوتا۔ نہ محض کسی خاص جگہ کی جماعت سے ہی اس کا تعلق ہوتا ہے۔ بلکہ آپ کے ارشادات تمام جماعت احمدیہ کے لئے ہوتے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہوتی ہے اس امر کی کہ تمام جماعت ان ارشادات کو سُنے۔ اور ان پر عمل کرے۔ کیونکہ حضور سیدنا حضرت مسیح موعود کے قائم مقام ہیں اور حضرت اقدس کی جماعت کے راعی ہیں جو فرد آپ کی آواز پر کان نہیں دھرتا۔ اندیشہ ہے کہ در زندگی کا شکار ہو جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشادات کے احباب تک پہنچانے کا بڑا ذریعہ اخبار ہے اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے۔ آپ کے ارشادات عام ہوتے ہیں۔ ان کا تعلق کسی خاص سے نہیں ہوتا اس لئے ناظرین اخبار کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ آپ کے ارشادات کو اپنے تک ہی محدود نہ رکھا کریں۔

حضور کا قاعدہ ہے کہ اکثر تحریکات خطبہ جمعہ میں ہی فرمایا کرتے ہیں۔ اور خطبہ جمعہ کی غرض بھی یہی ہے الفضل کے ناظرین کو معلوم ہے کہ الفضل نے خطبات جمعہ کے شائع کرنے کا کس قدر اہتمام کیا ہے۔ پس اگر باوجود اس اہتمام کے بھی ہمارے بیرونی احباب حضور کے منشاء سے بے خبر رہیں۔ تو اس میں کس کا قصور ہوگا؟ حضور خطبہ میں فرما دیتے ہیں۔ نہ بات جس پر جماعت کا عمل پیرا ہونا جماعت کی بہتری کا موجب ہو۔ الفضل بالالتزام ان خطبات کو شائع کرتا رہتا ہے۔ علاوہ اس اہتمام خاص کے اس بات کا بھی خاص طور پر لحاظ رکھا جاتا ہے کہ حضور کے خطبات میں سے جو بھی خطبہ زیادہ اہم ہو۔ اس کو حتی الوسع جلد سے جلد شائع کر دیا جائے۔ اس قدر کوشش اور اہتمام کے باوجود دیکھا گیا ہے۔ کہ بعض جماعات کو ان باتوں کا علم تک نہیں ہوتا۔ جو خطبہ میں درج ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ بجز اس کے کوئی نہیں۔ کہ جن لوگوں کے پاس اخبار جاتا ہے وہ اسے پڑھ کر فوراً فائل میں منسلک کر دیتے ہیں یا دو ایک اور خواندہ آدمی بھی پڑھ لیتے ہیں۔ مگر عام طبقہ اسی طرح بے خبری کے عالم میں رہتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ تحریک بعض اوقات کامیاب نہیں ہوتی۔ جو بڑے زور سے کیجاتی ہے ❊

یہ تو ان مقامات کی حالت ہے۔ جہاں اخبار جاتا ہے۔ مگر بعض مقامات ایسے بھی ہیں کہ جہاں اخبار مطلق نہیں جاتا باوجود اس کے کہ وہاں کے لوگوں میں بعض ذی مقدرت احباب بھی ہوتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ بعض صاحبوں میں یہ بھی دیکھنے میں آئی ہے۔ کہ اگر ان کے پاس کوئی تحریک جاتی ہے تو وہ خیال کر لیتے ہیں کہ اس کا تخاطب صرف ہماری ذات سے ہی ہے۔ اور باقی تمام جماعت کو پتہ بھی نہیں لگتا۔ کہ کوئی جدید تحریک ہوئی ہے کہ نہیں۔ پس حضرت امام کی تحریکات کو موثر اور کامیاب بنانے اور حضور کے احکامات کو تمام جماعت کے افراد تک پہنچانے کا صرف یہی ذریعہ ہے کہ جہاں جہاں جماعتیں ہیں۔ اور جہاں جہاں احباب جمعہ وغیرہ میں جمع ہوتے ہیں۔ وہاں کے خطیب صاحب بجائے اس کے کہ خود کوئی خطبہ بیان فرمائیں۔ بہتر ہو۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا خطبہ ہی احباب کو پڑھ کر سنا دیا کریں۔ نیز غیر احمدیوں میں تو یہ طریق رائج ہے۔ کہ وہ لوگ عربی یا فارسی میں خطبہ پڑھتے ہیں۔ بعض نے ترقی کی تو ایک نظم مطبوعہ کھڑے ہو کر پڑھ دی۔ جو ہر دفعہ نئی نہیں ہوتی۔ بلکہ مدت العمر وہی ایک نظم پڑھی جاتی ہے۔ ع

عیسیٰ کہاں۔ موسیٰ کہاں اسباب کا ہی سب کو غم

یا ع

کجا شد عیسیٰ مریم کہ مردہ زندہ میکردے

لیکن ہمارے خطیبوں کے پاس تو ان پامال اور فرسودہ اور بعض حالتوں میں بے معنی اور عام طور پر حاضرین کی سمجھ سے باہر خطبات کی جگہ نہایت شگفتہ اور تر و تازہ اور علوم حقہ سے پُر خطبات ہوتے ہیں۔ پس کیوں نہ وہ ہر دفعہ ان خطبات کو پڑھ کر سُنائیں۔ جو علاوہ ان کی رُوحانی غذا ہونے کے ان کے علوم میں بھی زیادتی کا موجب ہوں۔ نیز غیروں کے خطبوں میں وقت کے مناسب حال کوئی بات نہیں ہوتی۔ بخلاف اس کے ہمارے امام کے تمام تر خطبات ہوتے ہی موجودہ امراض کے زہر کا علاج ہیں ❊

اس لئے ہمارے خیال میں نہایت ضروری ہے کہ سوائے خاص حالات کے حضرت خلیفۃ المسیح کے ہی خطبات خطبوں میں پڑھے جائیں۔ اسمیں یہ بھی فائدہ ہوگا۔ کہ وہ بہت سے مقامات جہاں کے احمدی احباب بجز جمعہ کے جمع نہیں ہوتے یا ہو سکتے۔ اس لئے اگر ان کو حضرت امام کی تحریک جمعہ میں ہی نہ سُنا دیجائے۔ تو کوئی اور مفید صورت ہے ہی نہیں۔ کہ احباب اس مبارک تحریک سے آگاہ ہو سکیں چونکہ بعض جگہ کے سکرٹری صاحب یا پریذیڈنٹ صاحب کے پاس اخبار نہیں جاتا۔ بلکہ کسی اور بھائی کے پاس جاتا ہے تو اس بھائی کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ وہ جمعہ کے دن اخبار ہمراہ لے جائیں۔ اور امام صاحب کو دیدیں۔ اور وہ پڑھ کر خطبہ جمعہ میں سُنا دیں یا مقامی حالات کے ماتحت اگر جماعت کو کسی خاص تحریک کرنے کی ضرورت ہو۔ تو ہو سکتا ہے کہ جمعہ کے بعد وہ تحریک احباب کے پیش کر دیجائے یا اگر وہ ایسی ہی اہم ہو تو خطبہ میں بیان کر دیجائے۔ مگر نماز کے بعد ضرور ہی حضرت کا خطبہ سنا دیا جائے۔ لیکن ہمارے نزدیک کوئی مقامی تحریک اس تحریک سے اہم نہیں ہو سکتی۔ جو امام جماعت احمدیہ ہر جمعہ کے روز جماعت کے آگے پیش کرتا ہے۔ اس لئے ہمارے خیال میں حضرت کا خطبہ ہی سنایا جانا زیادہ مفید ہے۔ جس کا کھلا فائدہ یہ ہوگا۔ کہ جماعت کے بعض وہ حصص جنہیں تحریکات سے بیخبری رہتی ہے۔ اس طریق پر عمل کرنے سے ان کی یہ حالت بہت جلد دور ہو کر انہیں موجودہ ضروریات کا علم ہو جائے گا۔ اور تمام احباب اپنے فرائض سے آگاہ ہو کر کمر ہمت کو چُست باندھ لیں گے ❊

مولوی ابو تراب عبد الحق صاحب کے چیلنج کا جواب

ہمارے احباب مولوی ابو تراب عبد الحق صاحب ایڈیٹر اہل سنت والجماعت کے نام سے ضرور واقف ہیں۔ کیونکہ آپ کا ذکر انہی کالموں میں متعدد بار آ چکا ہے۔ آپ نے ہمارے موجودہ امام کو اپنے پرچہ کی اشاعت یکم نومبر میں اس بناء پر چیلنج دیا ہے کہ انہوں نے چند اشخاص سے سنا ہے کہ مرزا محمود صاحب قادیانی خلف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعی رسالت و نبوت امرتسر آنیوالے ہیں۔" اور یہ چیلنج اس بات کا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی مولوی صاحب سے حضرت اقدس مسیح موعود کی "صداقت و نبوت پر بحث کریں۔"

اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ ہمارے امام کے امرتسر میں جانے کی خبر ہمارے کسی اخبار میں شائع نہیں ہوئی۔ رہا بحث کرنا۔ سو مولوی صاحب کو ہم موضع راجہ سانسی کے واقعات یاد دلاتے ہیں۔ جہاں ہماری جماعت کے ہیجدہ سالہ فاضل مولوی جلال الدین صاحب ان کے مقابلہ میں پیش ہوئے تھے۔ اور ہمارے اس عزیز دوست کا اسقدر رعب جناب ابو تراب پر طاری ہوا۔ کہ باوجود تمام گاؤں کے ہم خیال ہونے کے بحث کی جرأت نہ کر سکے۔ اور خط و کتابت میں ہی گھبرا کر امرتسر کو واپس چلے گئے۔ پس جب مولوی صاحب کی مناظرانہ قابلیت کی یہ کیفیت ہے کہ وہ احمدیوں کے ایک نوجوان سے بھی گفتگو کرنے سے بچتے ہیں۔ تو ان کے امام و پیشوا کو کس برتے پر مناظرہ کا چیلنج دیتے ہیں۔ لہذا ضرورت نہیں۔ کہ ہمارے امام ابو تراب صاحب کے چیلنج کی طرف توجہ فرمائیں۔ ہاں ہم ابو تراب صاحب سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ براہ مہربانی اس چیلنج کا جواب دیں جو مولوی جلال الدین صاحب کی طرف سے ۲۵۔ اکتوبر کے الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ اگر ابو تراب صاحب نے آمادگی ظاہر کی۔ تو وہ دیکھیں گے۔ کہ ہمارا نوجوان مولوی فاضل ان کے مقابلہ میں کس قابلیت اور لیاقت سے خدا کے مسیح کے دعاوی کو مبرہن کریگا ✦

مسلمان وہی ہے جو مسیح موعود پر ایمان لائے

۲۳۔ ستمبر کے الفضل میں حضرت اقدس مسیح موعود کی ایک عبارت درج کی گئی تھی جسمیں حضور نے فرمایا تھا۔ کہ جو شخص حضور پر ایمان لاتا ہے گویا تمام دیگر انبیاء کو نئے سرے سے قبول کرتا ہے اور جو شخص حضور کا انکار کرتا ہے۔ اس کا پہلا ایمان بھی سلامت نہیں رہے گا۔ اسپر لودہیانہ کے مسیحی اخبار نور افشاں مورخہ ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۱۹ء نے ذیل کے خیالات کا اظہار کیا ہے کہ

"اس سے واضح تر اور کیا ہو سکتا ہے۔ جس کے رو سے احمدی کی نظر میں مسلمان مومن نہیں ہے۔ اور حضرت محمد صاحب پر ایمان رکھنے والے سب دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ یا بالفاظ دیگر اس جدید مسلمان فرقہ کے نزدیک حضرت محمد صاحب پر ایمان رکھنا کیا فضول اور بے معنے ہے۔ اس مقولہ میں اسلامی نقطہ خیال سے حضرت محمد صاحب کی کیسی بے عزتی اور بے حرمتی شامل ہے۔ مسلمانوں کے لئے یہ کیسی افسوسناک بات ہے۔"

ایک مسیحی اخبار میں ان خیالات کا شائع ہونا ضرور حیرت خیز ہے۔ کیونکہ احمدیوں کا اعتقاد ہے۔ کہ جس طرح امت موسوی کی اصلاح کے لئے حضرت مسیح ناصری تشریف لائے تھے۔ اسی طرح امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے حضرت مسیح محمدی مبعوث ہوئے ہیں۔ اور جس طرح مسیح ناصری نے صاف الفاظ میں فرمایا ہے۔ کہ میں موسیٰ کی شریعت کو منسوخ کرنے نہیں بلکہ قائم کرنے آیا ہوں۔ یہی ہمارے مسیح محمدی کی غرض بعثت ہے پس جس طرح مسیحیوں کے نزدیک ایک شخص باوجود موسیٰ اور دیگر اسرائیلی نبیوں پر ایمان رکھنے کے محض مسیح کے انکار کے باعث مومن اور خدا رسیدہ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ایک مسلمان کہلانیوالا باوجود اس اظہار کے کہ وہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود کا انکار کر کے ایماندار اور خدا کا برگزیدہ نہیں ہو سکتا۔ پس اگر نور افشاں احمدیوں کے لئے مندرجہ بالا الفاظ اپنی نادانستگی کے باعث استعمال کرتا ہے۔ تو اس سے زیادہ موزونیت کے ساتھ معارضہ بالقلب کے طور پر وہی الفاظ نور افشاں کے لئے استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ کہ

"مسیحی کی نظر میں موسیٰ پر ایمان لانیوالا مومن نہیں ہے اور حضرت موسیٰ نبی علیہ السلام پر ایمان رکھنے والے سب دائرہ ایمان سے خارج ہیں۔ یا بالفاظ دیگر اس جدید یہودی فرقہ (جو موسیٰ کی وفات کے تیرہ سو برس بعد نکلا) کے نزدیک حضرت موسیٰ پر ایمان رکھنا کیسا فضول اور بے معنی ہے۔ اس مقولہ (کہ مسیح کے ماننے بغیر موسیٰ پر ایمان لانے سے کوئی ایماندار نہیں ہو سکتا) میں بنی اسرائیل کے نقطہ خیال سے حضرت موسیٰ اور دیگر انبیاء بنی اسرائیل کی کیسی بے عزتی اور بے حرمتی شامل ہے۔ بنی اسرائیل کے لئے یہ کیسی افسوسناک بات ہے۔"

خطبہ جمعہ

وساوس موجب ہلاکت ہوتے ہیں۔

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

فرمودہ ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۱۹ء

حضور نے سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ۔

دشمنوں سے بے خوف نہیں ہونا چاہیئے

سورۃ فاتحہ ہمیں اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ کہ انسان کو کبھی اپنے دشمنوں سے بے خوف اور مامون اور نڈر نہیں رہنا چاہیئے۔ کیونکہ جو شخص عداوت پر آمادہ ہو گیا۔ اور اس نے اخوۃ اور محبت کو ترک کر دیا۔ اس کی نسبت یہ خیال کرنا کہ وہ دکھ دینے اور ایذا پہنچانے سے ہاتھ روک رکھیگا۔ جہالت ہے۔ دنیا کے معاملہ میں اس امر کی سچائی کس طرح اور کہاں تک ثابت ہوتی ہے۔ اسپر مجھے اسوقت کچھ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ مگر دین کے معاملہ میں اس کی سچائی بہت روشن اور مبرہن ہے۔ اور اسی کے متعلق میں کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔

انسانی مقصد میں روکاوٹیں

اللہ تعالیٰ نے سورہ فاتحہ میں بیان فرمایا ہے۔ کہ اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ انسان کامیابی کے راستہ پر چلا جاتا ہے۔ ایک وقت ایسا آتا ہے۔ کہ وہ سمجھتا

ـب سے کہ میں کامیاب ہو گیا۔ کہ ایک قسم اس کے رستہ میں ایسی روکیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ کہ وہ بجائے اس مقصد کے پانے کے۔ اور بجائے اپنی منزل کے قریب ہونے کے اس راستہ کے الٹ چل پڑتا ہے۔ اور مدعا کے پانے سے محروم ہو جاتا ہے۔ یہ کیوں ہوتا ہے؟ اس کا کیا ذریعہ ہے؟ اس کو قرآن کریم نے سورہ فاتحہ کی تفسیر میں بیان کیا ہے۔ اور وہ سورہ والناس ہے۔ فرمایا کہ اعوذ برب الناس۔ ملک الناس۔ الٰہ الناس من شر الوسواس الخناس۔ الذی یوسوس فی صدور الناس۔ تمام قرآن کریم سورہ فاتحہ کی تشریح ہے۔ جیسا کہ تمام سمجھنے والوں نے بیان کیا اور جس کو کہ حضرت مسیح موعود نے تسلیم کیا۔ اور اس کی تشریح کی۔ تو سورہ والناس غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کی تشریح ہے۔ اس میں یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ کس طرح انسان اصل مقصد سے پھر جاتا ہے۔ کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اس کی ترقی کو نہیں دیکھ سکتے۔ اور کچھ خبیث ارواح ہوتی ہیں۔ جو یہ نہیں دیکھ سکتیں۔ کہ کوئی خدا کا بندہ خدا کے دروازے پر پہنچ جائے۔ اور اس سے تعلق قلبی پیدا کرے۔ وہ انسان کو اس مقصد سے ہٹا کر خدا کے مقابلہ میں لیجا کھڑا کرتی ہیں۔ اس حالت سے کوئی انسان بھی کسی مقام پر پہنچ کر محفوظ نہیں۔ جب تک کہ خدا کی خاص حفاظت کے نیچے نہ آجائے۔ اور خدا کا محبوب نہ ہو جائے۔ وہ ارواح خبیثہ خواہ انسان ہوں۔ خواہ ابلیس ہوں۔ ہاں ایک وقت ایسا آتا ہے۔ کہ انسان محفوظ ہو جاتا ہے۔ ورنہ اس کے نیچے کے تمام درجوں میں انسان خطرے میں ہوتا ہے۔

تو سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ متنبہ کرتا ہے۔ کہ دشمن سے آگاہ رہنا چاہیئے۔ یہ نہ ہو کہ کسی وقت اس کے خطرے سے اگر غافل ہو جاؤ گے۔ تو یہی نہیں کہ منزل پر پہنچنے میں دیر ہو گی۔ بلکہ وہ دشمن الٹے رستہ پر لگا دیگا۔ اور خدا کے مقابلہ میں اور بجائے خدا کی تلاش کے اس کے غضب کے نیچے کھڑا کر دیگا۔

یہ تنبیہ اور یہ ہوشیار کرنا کچھ ذہنی نہیں۔ محض تنبیہ کے لئے نہیں۔ کیونکہ بعض دفعہ کسی تعلیم کو مکمل کرنے کے لئے اس کے ایسے حصے بھی بیان کر دئے جاتے ہیں۔ گو ان حصوں کا راستہ میں آنا مشکل ہوتا ہے۔ پس یہ بات محض تنبیہ کے لئے نہیں۔ بلکہ یہ وہ بات ہے۔ جو ہر زمانہ میں کام آنیوالی ہے۔

ہماری جماعت کے بعض لوگوں کا حشر

ہماری جماعت میں سے ان لوگوں کو دیکھ لو۔ جو الگ ہو گئے ہیں۔ وہ اپنے نزدیک بلکہ جماعت کے ایک طبقہ کے نزدیک سلسلہ کے ستون بنے ہوئے تھے۔ اور وہ لوگ وہ ہیں۔ جو اخلاص رکھتے تھے۔ لیکن کوئی مخفی عجب ایسا ان کے دل میں پیدا ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بجائے ان کو بلند کرنے کے گرا دیا۔ اور اس عجب نے بجائے ان کو اصلی مقصد کی طرف لے جانے کے ان کی یہ حالت کر دی کہ وہ مضل ہو گئے۔ نہ صرف خود ہی محروم ہوئے بلکہ دوسروں کے لئے بھی محرومی کا موجب ہو گئے۔ خود ہی اس راہ کو نہیں چھوڑا۔ بلکہ دوسروں کو چھڑانے کے درپے ہو گئے۔ حالانکہ زیادہ سال نہیں گذرے۔ کہ وہ سلسلہ کے لئے کوشش کرتے تھے۔ اور اس کی ترقی چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ کہ کب ان کے دل میں عجب آگیا۔ اور کب اس کے رستہ کو چھوڑ دیا۔ لیکن خدا جو نیتوں اور قلبی کیفیتوں کے مطابق نتائج پیدا کر دیتا ہے۔ دیکھو وہ لوگ کہاں سے کہاں پہونچ گئے۔ اور مخالفت میں اسقدر ترقی کر گئے۔ کہ اگر غور کیا جائے۔ تو انہوں نے اپنی طرف سے سلسلہ کی بیخکنی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ پرا وجود اگر سلسلہ شرعی ہو۔ تو اس شخص کا وجود ہوتا ہے۔ جو شریعت کو قائم کرے۔ کیونکہ خدا تو نظر نہیں آتا۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نائب ہوتے ہیں۔ اور یہی انسان کے لئے اسوہ قرار دئے جاتے ہیں۔ اور یہ ظاہر بات ہے۔ کہ انسان کے لئے انسان ہی اسوہ ہو سکتا ہے۔ اگر خدا ہو تو بندہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ خدا اور ہم بندے۔ خدا میں اور ہم میں کیا نسبت؟ پس انسانوں کی ترقی کے لئے انسان ہی اسوہ ہوتے ہیں اور وہ دو ہی بڑے وجود ہوتے ہیں۔ اول دین کو لانیوالے اور دوسرے دین کو قائم کرنیوالے۔

قرآن کریم کے بعد شریعت نہیں۔ اب جو نبی آیا۔ وہ اسی قرآن کریم کی شریعت کے قیام کے لئے آیا۔ اور وہ مسیح موعود ہے۔ اس کا وجود ہی ایک ایسا وجود ہے۔ جس کے ذریعہ اتحاد ہو سکتا تھا۔ اور لوگ روحانی ترقیات کر سکتے تھے۔ یا تو وہ وقت تھا۔ کہ یہ گفتگو میں وہ مسیح موعود کا نام لیا کرتے تھے۔ یا آپ کو ایسا گرایا۔ کہ کہدیا کہ کیا مسیح موعود ہی ہر چیز پر حاوی ہو گیا۔ مسیح موعود نے جو قرآن کریم کے معانی بیان فرمائے۔ ان کے علاوہ معنے نہیں ہو سکتے یہاں تک تو درست ہے۔ کہ استاد ایک فقرے کی تشریح بیان فرمائے۔ اور اس کے علاوہ ایک اور صورت بھی اس فقرے کی تشریح ہو۔ اس کے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ ممکن ہے۔ استاد نے بیان نہ کی ہو۔ کیونکہ بہت سی باتیں ہیں۔ جو انسان جانتا ہے۔ لیکن سب بیان نہیں کر دیتا یا یہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ انسان تمام علوم و نکات پر حاوی نہیں ہو سکتا۔ ممکن ہے۔ کہ استاد کے ذہن میں یہ بات نہ آئی ہو۔ لیکن یہ کہنا کہ استاد نے جو بات بیان کی ہے وہ غلط ہے۔ اس کے مقابلہ میں جو بات ہم کہتے ہیں۔ وہ صحیح ہے۔ یہ استاد کی ہتک ہے۔ اور اس کی تکذیب ہے۔

بے شک قرآن کریم کے فہم کا دروازہ کھلا ہے۔ ہم اس بات کو اپنے علم اور فہم اور تجربہ کی بناء پر تسلیم کرتے ہیں کہ فہم قرآن کا دروازہ کھلا ہے۔ ہم جن لوگوں کا ادب کرتے ہیں۔ بہت سی باتیں انہوں نے بیان نہیں کی تھیں۔ مگر ہماری سمجھ میں آگئیں۔ پس اس خیال کے یہاں تک تو ہم مؤید ہیں۔ کہ فہم قرآن بند نہیں ہوا۔ اور قرآن کریم کے مضامین ختم نہیں ہوئے۔

لیکن یہ کہنا کہ علم قرآن ختم نہیں ہوا۔ اور اس فقرے کے یہ معنے لینے کہ مسیح موعود کے فلاں معنوں اور فلاں مسئلہ کے خلاف ہمیں سمجھ آئی ہے۔ یہ زیادتی علم نہیں۔ مسیح موعود کی تکذیب ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جو کچھ مسیح موعود کو فہم قرآن دیا گیا۔ اس کی تائید میں زیادہ سے زیادہ مل سکتا ہے۔ اور وہ اس کے مخالف نہیں۔ مثلاً مسیح موعود نے سو مسئلے بیان فرمائے۔ اب ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شخص کو ان سو کے علاوہ ایک اور مسئلہ سمجھ میں آجائے اور یہ ایک سو ایک ہو جائیں۔ اور اگر اسی طرح دس بیس تیس پچاس تک بھی مسائل کسی کی سمجھ میں آجائیں تب بھی یہ مسیح موعود کے مقابلہ میں جزو ہیں۔ کیونکہ خدا سے جس قدر تعلق میں زیادتی ہو گی۔ اسیقدر خدا تعالیٰ علم میں ترقی دیگا بعد ایسا شاگرد کے لحاظ سے مسیح موعود کے

نیچے ہی ہوگا۔ لیکن اگر مسیح موعود کے مقابلہ میں ایک بات کا بھی دعویٰ کرے۔ جس سے مسیح موعود کی کسی بات کا رد ہوتا ہو۔ تو یہ غلط ہے۔ اور ان کی یہ بات کہ مسیح موعود پر فہم قرآن ختم نہیں ہوا۔ ان کے اخبار میں بھی شائع ہو چکی ہے جس کے معنے انہوں نے یہ لئے ہیں۔ کہ مسیح موعود کے بیان کردہ مسائل کے مقابلہ میں ہمیں مسائل ملے ہیں۔ اور مسیح موعود کے بیان کئے ہوئے غلط ہیں۔

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مسیح موعود کے مسائل میں زیادتی ہو سکتی ہے۔ مثلاً جیسا کہ میں نے بیان کیا۔ حضرت مسیح موعود نے سو مسائل بیان کئے۔ آپ کا ایک غلام ایک اور بیان کردے۔ جس سے ان کی تعداد ایک سو سے ایک سو ایک ہو جائے۔ لیکن رد کر دینے میں وہ بات نہیں یہ مسیح موعود کی تکذیب ہے۔ اسی نکتہ کو نہ سمجھنے کی وجہ سے انھوں نے کہدیا کہ مسیح موعود پر فہم قرآن ختم نہیں۔ اور اس کے یہ معنے لئے کہ مسیح موعود کے بیان کردہ بعض دینی مسائل صحیح نہیں۔ مسائل دینی میں یہ لوگ غلطی پر قائم نہیں رہا کرتے۔ مثلاً پیشگوئیوں میں بعض مخفی باتیں ہوتی ہیں۔ لیکن آخر اللہ تعالیٰ ان پر انبیاء کو آگاہ فرما دیتا ہے۔ اسی بات کو حضرت مسیح موعود نے بھی تحریر فرمایا کہ امور پہلے اپنی عقائد پر ہوتے ہیں۔ جو عام طور پر لوگوں کے ہوتے ہیں۔ لیکن ان میں سے جو غلط ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ وفات سے پہلے ان کی غلطی پر ان کو آگاہ کر دیتا ہے۔ پس انبیاء وفات تک غلطی پر قائم نہیں رکھے جاتے ؎

عجیب بات ہے۔ کہ ہمیں کہتے ہیں کہ ہم مسیح موعود کی باتوں کو رد کرتے ہیں۔ اور ہم حضرت صاحب کی تحریر کو منسوخ کرتے ہیں۔ میرے نزدیک وہ شخص احمدی نہیں جو مسیح موعود کی کسی بات کو منسوخ ٹھہرائے۔ وہ احمدی ہونے کے دعوے میں جھوٹا ہے۔ کوئی شخص حق نہیں رکھتا۔ کہ مسیح موعود کی کسی بات کو منسوخ کرے۔ اگر میں کر سکتا ہوں۔ تو دوسرے بھی کر سکتے ہیں۔ پس میں نے کہیں نہیں لکھا۔ نہ کہیں یہ بات بیان کی ہے کہ میں حضرت اقدس کی فلاں تحریر کو منسوخ کرتا ہوں۔ ہاں میں نے یہ لکھا ہے۔ کہ حضرت اقدس نے اپنی فلاں بات کو منسوخ کر دیا۔ اور یہ دونوں باتیں مختلف ہیں۔ اور مسیح موعود کو حق ہے۔ کہ وہ اپنی کسی بات کو منسوخ کردیں کیونکہ خدا بھی اپنی باتوں کو منسوخ کر دیتا ہے۔ کیا اس نے تورات کو منسوخ نہیں کیا۔ خدا کے تورات کو منسوخ کرنے سے کوئی شخص یہ استدلال کرے۔ میں بھی جو چاہوں۔ منسوخ کر سکتا ہوں۔ غلط ہے۔ کیونکہ یہ کہنا کہ خدا نے تورات کو قرآن کریم سے منسوخ کر دیا اور ہے۔ اور یہ کہنا۔ میں منسوخ کر سکتا ہوں۔ دوسری بات ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاص طور پر لکھا ہے۔ کہ مسیح ناصری بے پدر پیدا ہوئے اور خود ان کو اقرار ہے۔ کہ اس بات پر آپ وفات تک قائم رہے۔ لیکن کہا جاتا ہے۔ کہ کیا قرآن کا علم مسیح موعود پر ختم ہو گیا۔ اور اس کے یہ معنے لیتے ہیں کہ مسیح موعود نے جو کچھ کہا۔ وہ درست نہیں۔ وہ خود جو کچھ لکھتے ہیں۔ درست ہے۔ پھر ان کے نزدیک یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ اگر ہم کہتے ہیں کہ حضرت اقدس نے فلاں بات کو منسوخ کر دیا۔ تو اس پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ اور خود ایک بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہ مسیح موعود کا آخری وقت تک یہی عقیدہ رہا۔ لیکن چونکہ فہم قرآن مسیح موعود پر ختم نہیں ہو گیا۔ اس لئے ہم جو کہتے ہیں۔ وہ صحیح ہے۔ اور مسیح موعود کا بیان غلط۔ یہ ایک ایسی بات ہے جس کو کوئی عقلمند انسان جو حد بلوغت کو پہونچ چکا ہو اس کو نہیں سمجھ سکتا۔ اور نہ اس کو ایک قرار دے سکتا ہے۔ سوائے اس کے جو ازلی طور پر خدا کے عذاب کے نیچے ہو کہ وہی اس کو ایک قرار دیگا۔ مجھ پر اعتراض کیا گیا کہ میں نے جو یہ لکھ دیا۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے حقیقۃ الوحی کی فلاں عبارت سے اپنی فلاں فلاں عبارتوں کو منسوخ کر دیا۔ تو اس پر شور مچ گیا۔ کہ یہ ایک خطرناک راہ ہے۔ جو اختیار کی گئی ہے۔ لیکن وہ عقیدہ جس پر آپ وفات تک قائم رہے۔ یعنی مسیح کی ولادت بے پدر۔ اس کی تکذیب کے لئے کہدیا گیا۔ کہ کیا فہم قرآن مسیح موعود پر ختم ہو گیا۔

اصل یہی ہے۔ کہ یہ مقابلہ جو کیا جاتا ہے اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ ایمان مٹ چکا ہے۔ وہ اتحاد کی رسی جو ایک ہی ایمان واسلام کا ذریعہ تھی۔ اس کو انہوں نے کاٹ دیا۔ ان کی یہ حالت بغض اور کینہ سے پیدا ہوئی ہے۔

اسی طرح ہم دوسرے مسائل میں بھی دیکھتے ہیں۔ مثلاً کہتے تھے۔ کہ خلیفہ کا خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح موعود چونکہ خلیفہ ہیں۔ اس لئے ان کا خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ ہم اس سوال کو علیحدہ کر کے کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح اول رض نے مولوی محمد علی صاحب سے تین دفعہ اپنی وصیت پڑھوائی اور اسوقت انہوں نے اس کے متعلق کچھ بھی نہ کہا۔ اور یہ منافقت کا فعل تھا۔ اور پھر اس وصیت کے پہلے یا بعد میں نہایت ضروری اعلان کا مضمون لکھا۔ اس تمام قصہ کو چھوڑ کر کہتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب کی وفات اور اس مضمون کو شائع ہونے کے بعد جنہیں خلیفہ کے خلیفہ سے انکار تھا ایک جلسہ کیا۔ جنہیں چار خلیفہ بنائے۔ اور اسوقت ان کو یہ بات یاد نہ رہی کہ خلیفہ کا خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ یا تو ایک خلیفہ کے تسلیم کرنے میں بھی ایمان جاتا تھا۔ یا اب یہ ایمانداری دکھائی۔ کہ ایک چھوڑ چار خلیفہ بنا لئے۔

ہمیں کہتے تھے۔ کہ ہم مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں لیکن مولوی محمد علی صاحب نے امیر المومنین کا لقب اختیار کیا۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ غیر مبایعین کے چند افراد کے سوا سب کے سب مسلمان کافر ہیں۔ کیونکہ جن کے وہ امیر ہیں۔ وہ تو چند سیکڑے ہیں۔ اور باقی تمام مسلمان خواہ وہ کوئی ہوں۔ ان کو واجب الاطاعت امیر تسلیم نہیں کرتے جس کا صاف نتیجہ یہ ہے۔ کہ وہ ان چند سو کے سوا باقی سب کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ اصل میں بات تو یہی ہے۔ لیکن اظہار کی طاقت نہیں۔ اعتراض تو ہم پر کرتے ہیں۔ کہ ہم مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ لیکن عملاً وہ بھی کافر کہتے ہیں۔ اگر عربی کا امیر نہیں۔ تو اردو کے امیر ہی ہوتے یعنی دولتمند۔ لیکن یہ بھی نہیں۔ پس وہ چند آدمیوں کے ساتھ ہو جانے کے ساتھ امیر المومنین کیونکر ہو گئے۔

ہم امیر المومنین ہیں۔ اور ہمیں جماعت کے اکثر حصہ نے امیر المومنین تسلیم کیا ہوا ہے۔ چند لوگ ہیں۔ جو باغی ہو کر جماعت سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ لیکن جو شخص چند کو لے کر دعویٰ امیر المومنین ہونے کا کرتا ہے۔ اس کا دعویٰ غلط اور

اس کا یہ کہنا بھی غلط کہ سب مسلمان کہلانیوالے کافر نہیں جو لوگ ہماری بیعت میں داخل نہیں۔ ہم انہیں کافر نہیں سمجھتے۔ جب تک کہ وہ حضرت اقدس کی کھلی کھلی تحریروں کا انکار نہیں کرتے۔ ہم انہیں باغی کہیں گے۔ پس قریباً تمام جماعت احمدی نے ہمارے ہاتھ پر بیعت کر کے ہمارے امیر المومنین ہونے پر اجماع کر لیا ہے۔ وہ لوگ جو ہماری جماعت سے الگ ہیں۔ وہ باغی ہیں۔ اور ان کا جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔ جیسا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ من فارق الجماعۃ فلیس منی۔ جدھر کثیر جماعت کا حصہ ہے۔ دراصل وہی جماعت ہے ؁

اب اودھر انہوں نے حضرت اقدس کی نبوت سے انکار کیا اور کہا کہ کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا۔ یا اسقدر فراخی کی کہ کہدیا کہ نبی کہتے ہیں خبر دینے والے کو۔ پس ہر شخص جو کسی قسم کی خبر دیتا ہے۔ نبی ہے۔

ہر ایک بات جو سلسلہ کے لئے بطور ستون کے تھی اس کو مٹا دینا چاہا۔ خدا کے مامور کی ہتک کی۔ کفر میں ضد کی۔ اس کا نتیجہ معلوم کہ سب مسلمانوں کو عملاً کافر کہدیا حافظ صاحب (مولانا حافظ روشن علی صاحب مراد ہیں۔ راقم) نے شملہ پر ایک لطیف جواب مولوی محمد علی صاحب کو دیا۔ اس پر چونکہ زبانی اور تحریری اعتراض ہوا۔ اس لئے میں اسی کے متعلق بیان کرتا ہوں۔ بات یہ ہے۔ کہ ان کی طرف سے جب مباحثہ کے لئے عبد الحق اور مرہم عیسیٰ جیسے جہلاء پیش ہونے لگے۔ تو میں نے کہا تم سے مباحثہ نہیں ہو سکتا۔ ان کے علماء جہلاء ہیں۔ اور رسول کریمؐ نے فرمایا ہے۔ کہ مسلمان تباہ اسوقت ہونگے۔ جب ان کے پیشوا جہلاء ہونگے۔ تو ان کے علماء مدثر شاہ۔ مرہم عیسیٰ عبد الحق ہیں۔ جو قرآن کریم کے ایک رکوع کا صحیح ترجمہ بھی نہیں کر سکتے۔ چونکہ مولوی محمد علی صاحب ہماری ہر ایک بات میں نقل ضروری سمجھتے ہیں۔ اور ہم اس سے خوش ہیں۔ کیونکہ نقل آدمی اسی بات کی کرتا ہے۔ جسکو وہ پسند کرتا ہے۔ اس لئے ہم نے جو بات کہی تھی۔ اس کی نقل بھی مولوی صاحب نے کرنی چاہی۔ جب حافظ صاحب نے ان سے ملاقات کرنی چاہی۔ تو کہدیا کہ میں ان کے سوائے کسی اور سے گفتگو نہیں کر سکتا۔ حالانکہ ان کے لوگوں نے جب بھی مجھ سے گفتگو کرنی چاہی ہے۔ تو میں نے ان کو موقعہ دیا ہے۔ یہاں ایسا ہوتا رہتا ہے۔ شملہ پر عبد الحق مجھ سے گفتگو کیا کرتا تھا۔ لیکن ان کے ساتھ مباحثہ سے میں نے انکار کیا ہے۔ کیونکہ یہ ہر شخص کی شان نہیں ہوتی کہ اس کو مدمقابل بنایا جائے۔ سائل ہو کر جب بھی ان کے کسی آدمی نے گفتگو چاہی ہے۔ تو میں نے اس کو موقعہ دیا ہے۔ لیکن کہتے ہیں کہ نقل را عقل باید نقل تو کی۔ مگر عقل کہاں سے لاتے۔ مولوی محمد علی صاحب کے پاس حافظ صاحب نے جانا چاہا۔ اور خط لکھا۔ تو لکھدیا۔ کہ مباحثہ تو انہیں سے ہی کروں گا۔ مگر ان کے نزدیک وہ امیر المومنین نہیں ہو سکتے تھے۔ جب تک حافظ صاحب سے بحث سے انکار کرتے۔ حافظ صاحب نے نہایت لطیف اور مختصر جواب دیا۔ کہ اپنے آپکے امیر المومنین لکھ دیا۔ میری طرف سے جو وفد گیا تھا اس کے حافظ صاحب واجب الاطاعت امیر تھے۔ اور وہ وفد مومنین کا تھا۔ اور ان پر حافظ صاحب کا حکم ماننا ایسا ہی فرض تھا۔ جیسا کہ میرا۔ اس لئے مولوی محمد علی صاحب کو جواب دینے کے لئے یہ لکھنا درست تھا۔ کیونکہ جب کئی کروڑ مسلمانوں کے مقابلہ میں چند سو آدمی کے امیر ان لینے سے مولوی محمد علی صاحب امیر المومنین ہو جاتے ہیں۔ تو انہی کے قاعدے سے کئی لاکھ کی جماعت میں سے چند لوگوں کے امیر ہونے سے کیوں حافظ صاحب امیر المومنین نہیں ہو سکتے۔ پھر مولوی صاحب تو صرف ایک انجمن کے پریزیڈنٹ ہیں۔ لیکن حافظ صاحب میرے نائب ہونے کی حیثیت میں اس وفد کے افراد کے لئے واجب الاطاعت تھے۔ پس مولوی صاحب اگر کروڑوں مسلمانوں کے مقابلہ میں چند سو کی انجمن کے پریزیڈنٹ ہونے سے امیر المومنین کہلاتے ہیں۔ تو حافظ صاحب واقعی ان افراد کے امیر ہونے سے امیر المومنین کیوں نہ ہوں۔ یہ ایک الزامی جواب تھا۔ کہ جب ہر کوئی چند لوگوں کے تعلق سے امیر بن جاتا ہے۔ تو ہم بھی اس حیثیت سے امیر ہیں۔ اور تم اپنی امارت کے خیال سے ہم سے بحث سے گریز نہیں کر سکتے۔

غرض کہ بغض اور حسد ہی ہے۔ جس نے ان کو حق کے قبول کرنے سے روک دیا۔ یہ نتیجہ ہے غیر المغضوب علیہم و لا الضالین کا۔ دیکھو چھوٹی چھوٹی باتوں سے بگڑ کر انہوں نے خلافت کی تلوار اٹھائی۔ اور اپنے آقا پر اٹھائی۔ اور تبر چلایا۔ اور اس درخت کی جڑ پر چلایا۔ جس پر بیٹھے تھے اور اس چشمہ کو گندہ کرنا چاہا۔ جس سے پانی پیتے تھے۔ پس مومن کو ہر وقت شیطان کی چالاکیوں سے بچنا چاہیئے اور ہر وقت خدا کے حضور عجز سے دعا میں مصروف رہنا چاہیئے کہ ایسا نہ ہو۔ کہ کسی وقت تکبر اور انانیت آ جائے۔ اور اس کو ہلاک کر دے۔ خدا کی طرف جانیوالے کی مثال ایسی ہی ہے کہ جیسے تیز دریا میں چلنے والا۔ اگر ہمت سے چلتا رہیگا تو سلامت چلا جائے گا۔ اگر ایک دم کے لئے غافل ہوا۔ تو پھر پیر اکھڑ جائینگے۔ اور اس کو پانی کہیں سے کہیں لے جائیگا۔

خدا کے فضل آپکے شامل حال ہوں۔ کہ آپکے قدم آگے ہی آگے پڑیں۔ اور اللہ تعالےٰ آپ کو ہر قسم کے حملوں اور وسوسوں سے محفوظ رکھے۔ آمین ؁

اعلان فسخ بیعت کی حقیقت

حیرت ہے۔ کہ کیوں غیر مبایعین مبایعین کے متعلق غلط فہمیاں پھیلانے میں لگے رہتے ہیں۔ گذشتہ باتوں کا ذکر نہیں تازہ واقعہ یہ ہے کہ ۵ اکتوبر کے پیغام میں ایک مضمون بعنوان اعلان فسخ بیعت شائع ہوا ہے جس کے لکھنے والے شیخ احمد علی سرویر ریاست خیرپور میرز سندھ ہیں جنہوں نے لکھا ہے کہ "خانصاحب" چوہدری نعمت اللہ خانصاحب نے سیالکوٹی صاحب کے خیالات سے توبہ کی۔ اور ہمارے (غیر مبایعین) کے آقا جناب مولانا و سیدنا مولوی محمد علی صاحب کے خیالات کی تائید کی "

اس کے متعلق ہم خود کچھ نہیں لکھنا چاہتے۔ صرف خانصاحب موصوف کے ایک خط کا وہ حصہ درج کرنے پر اکتفا کرتے ہیں جو اس اعلان کی حقیقت ظاہر کرتا ہے۔ یہ خط صاحب موصوف نے حضرت خلیفہ ثانی کے حضور میں لکھا ہے۔ لکھتے ہیں کہ "جناب نے اخبار پیغام صلح میں ایک مضمون بعنوان اعلان فسخ بیعت ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ میرے دوست احمد علی صاحب سرویر نے میری اجازت اور منشاء کے بغیر اخبار پیغام میں چھپوا دیا۔ اب تھوڑے ہی دن ہوئے۔ کہ وہ اعلان میری نظر سے گذرا۔ چنانچہ آج میں اس کی تردید

نظم

روئے سخن بہ جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے وکیل لاہور

(مولف النبوۃ فی الاسلام)

(از قاضی محمد یوسف احمدی۔ سکرٹری انجمن احمدیہ۔ پشاور)
(مصنف النبوۃ فی القرآن)

آج ہے حضرت ایم اے سے میرا روئے سخن
جسکی تصویر مرے سامنے جزدان میں ہے

جب سے مولوی صاحب تیری تحریر پڑھی
بیش از پیش ترقی مرے ایمان میں ہے

تیرے اسلام میں ہے باب نبوت مسدود
پر کھلا باب نبوت مرے قرآن میں ہے

تیری باتوں کا موید نہیں مولیٰ کا کلام
لاتفتح لھم ابواب تری شان میں ہے

جبکہ ترسیل رسل سنت اللہ ہے مدام
کیوں معطل وہی قانون ان اوان میں ہے

سنتِ اللہ میں تغیر کبھی ہوتا ہی نہیں
ہاں جو تغییر ہے وہ تیری ہی عرفان میں ہے

حضرت موسیٰ عمراں سے تھے رسولِ شارع
کامل ان کی تھی شریعت یہی فرقان میں ہے

پھر بھی تکمیل اشاعت کے لئے آئے رسل
تذکرہ جن کا بقرہ۔ مائدہ۔ عمران میں ہے

اس سے گھٹتا ہے کہ بڑھتا ہے جلال موسیٰ
سچ کہو۔ صاف کہو۔ جو ترے وجدان میں ہے

میرا ایماں ہے محمدؐ ہے رسل کا خاتم
وہ جو کامل ہے شریعت اسی قرآن میں ہے

پھر بھی تکمیل اشاعت کے لئے آئیں نبی
جن کی آمد کی ضرورت ہمیں اس آن میں ہے

کیوں نہ باراں کا طلبگار ہو ہر سوختہ دل
مبتلا جبکہ جہاں آتش سوزان میں ہے

جبکہ ہوتے ہیں نبی مجمع خیر و برکات
جستجو خیر کی خود فطرت انسان میں ہے

خیر امت کے لئے فخر ہے ان کا آنا
کیونکہ مسدود یہ در سائر ادیان میں ہے

ان میں سے پہلے نبی حضرت احمدؐ آئے
جن کی آمد کی بشارت اسی فرقان میں ہے

یہ نبی ایک ہے پر سارے رسل کا ہے بروز
یعنی گلدستہ ہر گل جو گلستان میں ہے

آدم پاک سے تا حضرت ابن مریم
سارے نبیوں کا ظہور آج اس انسان میں ہے

وہ محمدؐ کے کمالات کا مستجمع ہے
جلوہ اس نور کا اس شیشۂ تابان میں ہے

حق نے خود اس کو پکارا ہے نبی اور رسول
یہ خطاب اسکو خود اللہ کے فرمان میں ہے

آنیوالے کو نبی فخر رسل نے بھی کہا
دیکھو کیا صاف حدیث بن سمعان میں ہے

دیکھا جب ایسا نبی میں نے جناب احمدؐ
شان متبوع کی بڑھتی مری حسبان میں ہے

ہاں کمال اس کا نہیں اپنا جو ہے اس کو ملا
بلکہ یہ راز محمدؐ ہی کے فیضان میں ہے

ایسے کامل کو جو کہتا ہے۔ نبی ناقص۔
بالیقیں نقص اسی شخص کے ایمان میں ہے

اہل مشرق نے جب اس نور کو لبیک کہا
شوق تحقیق کا بھڑکا عربستان میں ہے

تذکرہ آمد احمدؐ کا ہے ناجیریز میں
گھر بگھر ذکر یہی چین میں جاپان میں ہے

ماریشس میں جو سنا شور قبول حق کا
انتظار اس کا بہت مصر میں سوڈان میں ہے

زیر تبلیغ ہے جب آج ادھر سیریالون
اسی تعلیم کا چرچا ادھر ایران میں ہے

آتا جاتا ہے جہاں زیر لوائے احمدؐ
یہ ترقی کہیں لندن کہیں سیلان میں ہے

کشتیٔ نوح میں ہی آج ہے عالم کی نجات
ورنہ خود بحر ضلالت بڑی طغیان میں ہے

ایسی حالت میں کیا ترک جو تو نے احمدؐ
چشم ہر احمدی اس رنج سے گریان میں ہے

ذکر احمدؐ ترے خواجہ کو ہے سم قاتل
سن اس کا یہی باعث ہے کہ خسران میں ہے

مردِ صادق نے کیا پیش جب احمدؐ کا نام
کس قدر فائدہ میں وہ اسی ایمان میں ہے

اسی انگلینڈ میں بتلا دیا مولیٰ نے تمہیں
کون ہے نفع میں اور کون جو نقصان میں ہے

اس کے اس فعل سے کیا مٹ گیا نام احمدؐ
نہیں ہرگز نہیں وہ خود اسی ارمان میں ہے

جب سے چھوڑا در احمدؐ کو تو بس ترک کیا
رات دن شغل ترا اب کذب میں بہتان میں ہے

تو بھی صالح تھا کبھی نیک ارادے تھے ترے
آج کیا ہوگیا کیوں نفس کے فرمان میں ہے

بات کہتے ہی بدلتا ہے ہر اک بات میں اب
ہر گھڑی فرق ترے خیال پریشان میں ہے

کیوں نہ احمدؐ کا خلیفہ ہو خدا کا محمود
جب نظیر اس کی ہر اک حسن میں احسان میں ہے

آ مقابل پہ اگر تجھ میں ہے کچھ بھی ہمت
ہاں نکل جلد اک للکارتا میدان میں ہے

اپنے ہتھیار پہن کر کے سوار ہو جا
بزدلی کیسی ہے۔ جرأت اگر ایمان میں ہے

تیرا کافر ہے جری۔ ہے یہ مقام حیرت
بزدلی کیوں مگر اب تجھ سے مسلمان میں ہے

ایک موقع تو ذرا بازوئے محمود کو دے
دیکھ کیا کاٹ پھر اس خنجر براں میں ہے

بت نہ بن تو کہیں محمود تجھے توڑ نہ دے
بت شکن ہونا تو محمود کی ہی شان میں ہے

ہاں اگر تاب مقابل نہیں تجھ کو اس سے
پھر زباں تھام لے کیا فائدہ ہذیان میں ہے

تو نے سمجھا جو بڑا آپ کو چھوٹا نکلا
خود سبق تیرے لئے قصہ شیطان میں ہے

تجھ میں اور حضرت محمود میں وہ فرق ہے جو
شیر قالین میں اور شیر نیستان میں ہے

وہ تو لاکھوں پہ خلیفہ ہے۔ مطاع کل ہے
سچ کہو تیری بھلا کوئی بھی فرمان میں ہے

تجھ کو یا جن پہ تجھے ناز تھا سب بھول گئے
علم قرآں کا جو احمدؐ کے دبستان میں ہے

تو جو کہتا ہے کہ دروازۂ احمدؐ چھوڑ دو
کیا بڑا امر خدا پھر تیری دکان میں ہے

باز آجا تیرے شکوے ہیں سراسر بے سُود
پاس محمود اب اس بازیِ چوگان میں ہے

وہ جو منشاء الٰہی تھا ہوا اس کا ظہور
پر تراز غم ہے نقصان تیرے سامان میں ہے

یا تو راضی بقضا رہو - ہے صلاح یوسف
یا بدل دیجیو تقدیر گر امکان میں ہے۔

اشکِ غم

اخویم ایڈیٹر صاحب الفضل قادیان سلکم اللہ تعالےٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ چند اشعار وفات منشی اروڑے خان صاحب مرحوم بھیجتا ہوں۔ درج اخبار فرما دیں۔

خاکسار محمد نواب خان ثاقب مالیر کوٹلہ

یہاں ایمان سے رہنا۔ سراسر کامرانی ہے
وہاں اسلام پر جانا۔ حیاتِ جاودانی ہے

بہشتی مقبرہ میں۔ منشی روڑا خان جا لیٹے
بیاں اُن کے راسخ الایمان ہونے کی نشانی ہے

مسیحا کے وہ مہماں سال میں اک بار ہوتے تھے
زہے قسمت اب انکی تا قیامت میہمانی ہے

خدا نے خاتمہ ایمان کامل پر کیا اُس کا
یہ عین اس کی عنایت ہے کمال مہربانی ہے

توانائی ملی اس کو ضعیف و ناتواں ہو کر
نہ اب وہ ضعف و پیری ہے نہ اب وہ ناتوانی ہے

جوانی صرف کر دی خدمت احمد میں بوڑھے نے
فدا ایسے بڑھاپے پر جوانوں کی جوانی ہے

امیری ٹھاٹھ اور اسپر فقیرانہ بسر کرنا
حکایت حال کی اس مرنیوالے کی زبانی ہے

مسیحا سے رہا زندہ رہا عاشق مسیحا میں
حیاتِ تو یہی ہے بس یہ لطف زندگانی ہے

عجب تھی خاکساری اسکے نام پاک سے پیدا
رہ عیسیٰ میں جس نے مدتوں تک خاک چھانی ہے

ہمیں ہے یاد وہ دھونی رما کر بیٹھنا اس کا
نصیب اب اسکو فرشِ خاک پر بستر رجانی ہے

بچھڑنے کا ہوا غم اور آنکھیں ڈبڈبا آئیں
کہا یہ درد دل نے ایسے وقت نوحہ خوانی ہے

گئے عبدالکریم اور آہ نورالدین اعظم بھی
فراق میر حامد شاہ کا سوز نہانی ہے

محمد خاں اروڑے خاں ہوا اپنے دوست احمد کے
نہ ان کا کوئی ہمرنگ اور نہ انکا کوئی ثانی ہے

پرانے دوستوں کی موت نے توڑا دل مضطر
معانی کی نہیں آمد نہ نظموں میں روانی ہے

جہاں کے مخمصوں کو چھوڑ کر گوشے میں جا بیٹھیں
چلیں دارالاماں جس جا مزار آنجہانی ہے

ہزاروں رحمتیں اسپر اور اس کے دوستوں پر ہیں
لقب جسکو خدا سے احمدِ صاحبقرانی ہے

بس اب تو اپنا جی اس زندگی سے بھر گیا ثاقب
چلو اب چھوڑ دو اس کو یہ دنیا دار فانی ہے

۳ نومبر ۱۹۱۹ء

احمدی لڑکیوں کی کہانی

اُن کے دردمند کی زبانی

(گذشتہ سے پیوستہ)

(حصہ دوم) غیر احمدی لڑکی سے ہرگز نکاح نکرو

(*)

اول تو یہ کہ اپنے ذوق کی بات ہے۔ کہ وہ لڑکی جو ہمارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفاء کو جن پر کہ ہمارا سب کچھ قربان ہے۔ اور جنکی خاطر ہم ہر قسم کے دکھ اٹھانے کو طیار ہیں۔ جو کہ ہمیں والدین سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ جنھوں نے کہ ہمیں دنیا گندے سے نکالا۔ جہالت کی راہ ورسم سے علیحدہ کیا۔ غرضیکہ ہر قسم کی ظلمتوں سے نکالکر نور اور روشنی۔ رشد اور ہدایت کی طرف لائے ان کو جھوٹا سمجھنے والی لڑکی ہے۔ مجھے تو یہ سمجھ ہی نہیں آتی۔ کہ کس طرح ایک غیور احمدی نکاح کرکے اس کے ساتھ مطمئن ہوکر زندگی بسر کر سکتا ہے۔

(۲) والدہ کا اثر اولاد پر خاص ہوتا ہے۔ جس کے متعلق الفضل میں سید ولی اللہ شاہ صاحب کی مفصل تقریر شائع ہو چکی ہے۔ والدہ کے خیالات کا اثر حالت حمل میں بھی ضرور ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ نے ایک دفعہ ایام حمل میں اپنی بیگم صاحبہ کو اکثر لکھنے اور پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ وہ اسپر عمل فرماتی رہیں خدا کے فضل سے بچہ پیدا ہوا۔ مگر شیر خوارگی میں ہی جب وہ فوت ہونے لگا۔ تو آپ نے بچے کے سامنے حالت نزع میں کچھ کھلونے۔ روپے اور قلمیں رکھیں تو بچہ بار بار صرف قلموں کی طرف لپکتا اور ان کو پکڑتا تھا۔ جو کہ اثر تھا۔ اس کی والدہ کے ایام حمل میں اکثر اوقات قلم سے لکھنے کا۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ایام جلسہ میں ایک واقعہ سنایا تھا۔ کہ ایک احمدی بھائی گھر میں اپنے بچوں کو احمدیت کے متعلق باتیں سنایا کرتا۔ تاکہ بڑے ہوکر یہ جوشیلے احمدی بنیں۔ مگر ان کی بیوی چونکہ غیر احمدی تھی۔ اس لئے جب وہ احمدی بھائی احمدیت کے متعلق وعظ سناکر باہر تشریف لے جاتے۔ تو بچوں کی غیر احمدی والدہ بچوں کو بلا کر کہدیتی۔ کہ جو کچھ تمہارے باپ نے سنایا ہے۔ وہ سب جھوٹ ہے۔ احمدی جھوٹے ہیں۔ چنانچہ بچے طبعاً والدہ کی بات کو تسلیم کر لیتے۔ اور وہ احمدی بھائی جو بڑے جوش اور محنت سے احمدیت کا نقش اپنے بچوں کی دل کی تختی پر لکھتا۔ ان کی غیر احمدی والدہ ایک ہی چھینٹے سے اس نقش کو دھو کر صاف کر دیتی۔

(۳) غیر احمدی عورت کے گھر میں ہونے سے اولاد پر اخلاقی طور سے بھی بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔ کیونکہ میاں بیوی میں اگر بحث چھڑی رہی۔ تو اور اگر بیوی میاں کو

لحاظ کرکے دل ہی دل میں جلتی کڑھتی ہے۔ تو بھی اولاد پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میاں بیوی کی تکرار کا یہ لازمی نتیجہ ہے۔ کہ اولاد ضدی۔ نافرمان اور جھگڑالو پیدا ہو ❊

(۴) ایسی کئی مثالیں موجود ہیں۔ کہ میاں احمدی ہو گیا مگر بیوی غیر احمدی ہی رہی ہے۔ کیونکہ ہمارے ہاں لا اکراہ فی الدین پر عمل ہے۔ مگر جہاں کہیں کسی غیر احمدی مولوی نے احمدیوں کے برخلاف وعظ کرکے کفر کے فتوے جڑے۔ اور جوش دلایا۔ کہ احمدیوں سے رشتے ناطے حرام۔ ان سے السلام علیکم کرنا کفر۔ تو بعض احمق اور نادان ایسے مولویوں کی باتوں پر چل کر اپنی لڑکیوں اور بہنوں وغیرہ کو اپنے گھر بٹھا لیتے ہیں۔ بلکہ بعض تو دوسری جگہ نکاح بھی کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ضلع مظفر نگر میں ایک احمدی بھائی کی عورت کو اس کے غیر احمدی رشتہ دار جبراً گھر سے نکال کر لے گئے۔ اور دیوبند کے ایک مولوی نے اس عورت سے نکاح کر لیا ہے۔ حالانکہ عورت مذکورہ کو طلاق بھی نہیں ملی ہے۔ اسی طرح بھائی محمد یٰسین صاحب احمدی قادیانی کے بھائی کی بیوی کو اس کے سسرال والوں نے بٹھا لیا۔ اور نہ بھیجا۔ یہاں تک کہ وہ بیچارہ قادیان میں ہی فوت ہو گیا۔ اللہ اس کی مغفرت کرے۔ ضلع رہتک کے ایک بھائی معزالدین کی بیوی کو بھی ایک مولوی کے اشتعال پر بٹھا لیا گیا تھا۔ اور امرتسر میں بھائی سراج الدین صاحب نے جب بیعت کی۔ تو اس کی عورت کی طرف سے مقدمہ چلایا گیا۔ کہ نکاح فسخ ہو گیا ہے۔ چنانچہ سنا گیا ہے۔ کہ مخالف مولوی وغیرہ کے مشورہ سے عجیب حرکات ہونیوالی تھیں۔ اگر فیصلہ ان کے حق میں ہوتا۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ فیصلہ ان کے خلاف ہوا ❊

لطیفہ ۔ حضرت مفتی صاحب نے ایک دفعہ سنایا۔ کہ کپور تھلہ میں ایک مولوی نے احمدیوں کے برخلاف وعظ کیا۔ اور جوش میں آکر یہ فتوے دیدیا کہ جو کوئی احمدیوں کو سلام کا جواب بھی دے۔ تو اس پر اس کی عورت حرام ہو جاتی ہے ❊

کپور تھلہ کے ایک احمدی بھائی نے جب یہ سنا۔ تو وہ اس رستے پر کھڑا ہو گیا۔ جس طرف سے کہ اسی غیر احمدی مولوی نے گذرنا تھا۔ چنانچہ احمدی بھائی نے فتوے دینے والے مولوی صاحب کی طرف بڑھ کر السلام علیکم کہا۔ اور مولوی نے جھٹ جواب میں وعلیکم السلام کہا تو احمدی بھائی نے عرض کیا کہ حضرت میں تو احمدی ہوں اسپر وہ مولوی بہت ہی پشیمان ہوا ❊

(۵) غیر احمدی عورت ہمیشہ میاں کے قادیان شریف جانے اور چندوں کی ادائگی میں مخل ہوتی ہے۔ اور ایسے احمدی موجود ہیں۔ جو کہ بیوی سے خفیہ چندہ ادا کرتے ہیں تاکہ گھر میں فساد نہ ہو۔ اور غیر احمدی عورت خود بھی چندہ ادا نہیں کرتی۔ اور نہ ہی اولاد کو دینے کی ترغیب دیتی ہے۔ جیسا کہ احمدی مستورات خود بھی چندہ ادا کرتی ہیں۔ اور چھوٹے بچوں کو بھی دینے کی ترغیب دیتی ہیں۔

(۶) غیر احمدی عورت کا جب احمدی خاوند فوت ہو جاتا ہے۔ تو وہ بیوہ عورت مال و اسباب اور اولاد کو بھی ہمراہ لے کر اپنے غیر احمدی والدین کے ہاں چلی جاتی ہے۔ اور وہاں ہی کسی غیر احمدی سے نکاح کر لیتی ہے۔ جس سے ایک تو احمدی کے بچے جو کہ وہ ہمراہ لے جاتی ہے۔ غیر احمدیوں میں جذب ہو جاتے ہیں۔ دوسرے احمدی کا مال و اسباب بھی غیر احمدیوں کے قبضے میں چلا جاتا ہے۔ اللہ محفوظ رکھے ❊

(۷) اگر چیدہ چیدہ برسر روزگار اور اچھے عہدیدار احمدی۔ غیر احمدیوں کی لڑکیوں سے نکاح کرتے گئے۔ تو ان کے جوڑ کی احمدی لڑکیوں کا کیا حال۔ بلکہ بموجب حکم حضرت مسیح موعود اور آپ کے خلفاء کے غیر احمدیوں سے تو ان کا نکاح مناسب نہیں تو کیا اس طریق سے کہ جو غیر احمدیوں کے ہاں نکاح کیا جاتا ہے احمدی لڑکیوں کی سراسر حق تلفی نہیں ہے۔ تو اور کیا ہے؟

(۸) احمدی جماعت جو اخلاق میں اعلےٰ۔ بیویوں کے حقوق کی ہر طرح نگہداشت کرنیوالی۔ اور بیوی کے رشتے داروں سے اچھا سلوک کرنیوالی اور ان کا ادب اور احترام کرنے والی ہے۔ کیونکہ وہ اس زمانہ کے نبی کی جماعت ہونے کے باعث ہر طرح ترقی یافتہ ہے۔ اس لئے غیر احمدیوں کے ہاں نکاح کرنے سے یہ تمام فوائد بھی انہی کے ہاں چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ حق ذوی القربیٰ کے لحاظ سے احمدیوں کا تھا۔ اور انہی کو پہونچنا چاہیئے بھی ❊

(۹) غیر احمدیوں کے ہاں نکاح کرنے کی صورت میں بعض کمزور طبائع کو ابتلاء پیش آیا۔ کہ انہوں نے اپنی غیر احمدی بیوی اور اس کے رشتے داروں کے کہنے سے اپنی لڑکی کا نکاح برادری کے کسی غیر احمدی سے کر دیا۔ پھر بوجہ شرم احمدیوں سے میل جول کم کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اس کو احمدیت سے چنداں سروکار ہی نہ رہا۔ اگرچہ بعض نے یہ بودا عذر بھی پیش کیا۔ کہ ہمیں احمدیوں میں موزوں بر دستیاب نہیں ہوا ❊

(۱۰) ایسی مثالیں موجود ہیں۔ کہ احمدی میاں کی غیر احمدی بیوی نے میاں کے غیر احمدی رشتہ داروں سے ملکر اور ان کی مرضی اور ایماء سے احمدی میاں کی جوان لڑکی کا نکاح کسی غیر احمدی سے کر کے لڑکی کو وداع بھی کر دیا۔ اور احمدی میاں کو پتہ تب چلا۔ جبکہ لڑکی کو آباد ہوئے کئی دن ہو گئے ❊

چنانچہ لاہور کے میاں معراجدین صاحب احمدی (پہلوان) کی لڑکی کا نکاح لڑکی کے غیر احمدی دادا اور والدہ نے ایک جگہ کر دیا۔ اور احمدی باپ بیچارے کو کئی دن بعد علم ہوا اسی طرح بھیرہ کے ایک غیور احمدی کی لڑکی کا نکاح لڑکی کی غیر احمدی والدہ کی مرضی سے غیر احمدیوں میں کیا گیا۔ اور لڑکی کا احمدی باپ چونکہ لاہور میں تھا۔ اس لئے اس بیچارے کو کئی دن بعد علم ہوا۔

کیا یہ دل ہلا دینے والے اور کلیجہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے خون کے آنسو بہانے والے واقعات نہیں ہیں کوئی ہے۔ جو غور کرے ❊

حصہ سوم

ہماری نسل گھٹ رہی ہے یا کہ بڑھ رہی ہے؟ اگرچہ میری عمر کا بہت سا حصہ ترقی نسل حیوانات کے محکمہ میں گذرا ہے

مگر تاہم میں بحیثیت چار بیویوں کا خاوند اور بہت بچوں کا باپ اور احمدی نسل کی ترقی کے متعلق غور و فکر رکھنے کا جنون رکھ کر یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ جو احباب میرے مضمون کے پہلے دو حصہ بھی پڑھ چکے ہیں۔ وہ ضرور میرے ساتھ متفق ہونگے۔ کہ ہماری نسل کسی قدر ضرور گھٹ رہی ہے۔ جس کے اسباب درج ذیل ہیں:۔

(۱) بہت سے احمدی احباب ایسے بھی ہیں کہ جو اپنی برادری میں سے واحد احمدی ہیں۔ نہ ان کی بیوی احمدی۔ نہ بہن بھائی احمدی۔ نہ والدین اور نہ سسرال والے احمدی بلکہ بعض تو سارے محلے۔ سارے گاؤں اور سارے شہر میں اکیلے احمدی ہیں۔ پس ایسے احمدی کی وفات پر ضروری ہے۔ کہ اس کا مال و اسباب غیر احمدیوں کے ہاتھ آوے۔ اور اولاد بھی غیر احمدیوں میں جذب ہو۔ جب تک کہ کوئی ایسا انتظام نہ ہو۔ کہ صدر انجمن احمدیہ کوئی اعلےٰ پیمانہ پر ایسا یتیم خانہ کھولے جس میں کہ ایسے بچوں کی پرورش ان کے والد کے ترکہ سے ہو۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے۔ کہ ایسے احباب اپنی زندگی میں ہی قانونی طور پر اپنا مال و اولاد انجمن کے سپرد کردیں تاکہ صدر انجمن کو ایک حق حاصل ہو جاوے۔ پھر اس کے غیر احمدی رشتہ داروں کا کچھ بس نہ چل سکیگا۔ ورنہ یہ ضرور ماننا ہوگا۔ کہ ہماری نسل گھٹ رہی ہے ٭

(۳) وہ عورتیں جو کہ محض میاں کی خوشنودی کی خاطر احمدی کہلاتی ہیں۔ اور درحقیقت ان کو احمدیت سے چنداں سروکار نہیں ہوتا۔ اور ان کے والدین وغیرہ بھی غیر احمدی ہی ہوتے ہیں۔ وہ بھی احمدی میاں کی وفات پر اپنے غیر احمدی خویش و اقارب میں جا ملتی ہیں۔ اور احمدی میاں کا مال اور اولاد بھی ہمراہ لے جاتی ہیں۔ جو کہ یقیناً ہمارے لئے خسارہ ہے۔ ایسے احباب بھی اپنے مال اور اولاد صدر انجمن کے سپرد کردیں یا کوئی اور مناسب تدبیر کریں۔ ورنہ نتیجہ ظاہر ہے۔

(۳) وہ احباب جو دیدہ و دانستہ غیر احمدیوں کے ہاں شادی کرتے ہیں۔ ان کی وفات پر بھی احمدیوں کے مال اور اولاد کا غیر احمدیوں میں جذب ہونا لازمی ہے جب تک کہ وہ اپنی زندگی میں ہی صدر انجمن کے سپرد نہ کردیں۔ کیونکہ عورت میاں کی وفات پر عموماً اپنے میکے والوں کے ہاں ہی چلی جاتی ہے۔

(۴) چونکہ بعض احمدی احباب غیر احمدیوں کی لڑکیوں سے نکاح کر لیتے ہیں۔ اور غیر احمدی اپنی لڑکیاں عموماً انہیں احمدیوں کو دیتے ہیں۔ جو کہ آسودہ حال برسر روزگار ہونے کے علاوہ عرفاً شریف النسب بھی ہوتے ہیں اس لئے احمدی آسودہ حال احباب کی لڑکیوں کے لئے مناسب بر دستیاب ہونے کا دائرہ تنگ ہو جاتا ہے۔ اس لئے اسوقت بھی کئی احمدی احباب کی جوان اور قابل نکاح لڑکیاں مناسب بر دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے چند سال پیشتر سے بیٹھی ہوئی ہیں۔ اور حضرت صاحب کے حکم کے مطابق وہ اپنی غیر احمدی برادری میں ان کا نکاح نہیں کرتے۔ حالانکہ ان کی غیر احمدی برادری ہر طرح کی کوشش کر چکی ہے۔ بعض غیر احمدیوں نے یہاں تک بھی کہا ہے۔ کہ ہم اپنے لڑکے کو قادیان بھیج کر حضرت صاحب کی بیعت میں داخل کرا دیتے ہیں۔ مگر مخلص احباب نے یہی جواب دیا۔ کہ جو نکاح کی خاطر احمدی ہونا ہے۔ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ٭

ہاں اگر انہی لڑکیوں کا چند سال قبل نکاح ہو جاتا۔ اور ان کو مناسب بر دستیاب ہو جاتے۔ تو ضروری تھا۔ کہ آج یہ سب کی سب ایک ایک دو دو بچوں کی مائیں ہوتیں اس طریق سے بھی ہماری نسل کو ضرور نقصان پہونچ رہا ہے۔ اور ہم گھٹ رہے ہیں۔

(۵) مندرجہ بالا طریق سے گھبرا کر بعض کمزور احمدی اپنی لڑکیوں کا نکاح اپنی غیر احمدی برادری میں کر بھی دیتے ہیں۔ جس سے ایک تو احمدی لڑکی اور اس کی اولاد ہم میں سے نکل جاتی ہے۔ دوسرے اس کے والدین بھی ابتلا میں آکر احمدیت سے خارج ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنے فضل سے محفوظ رکھے۔

(۶) ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ احمدی میاں کی غیر احمدی بیوی نے میاں سے خفیہ لڑکی کے غیر احمدی دادا۔ چچا۔ تایا سے لے کر برادری کے غیر احمدی لڑکے سے احمدی لڑکی کا نکاح کر دیا۔ اور لڑکی کے باپ کو پتہ تب چلا۔ جبکہ اس کو آباد ہوئے۔ کئی دن ہو گئے۔ اب بیچارہ کرے تو کیا اور نہ کرے تو کیا۔

میرے اس مضمون سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم واقعی گھٹ رہے ہیں۔ بلکہ ہم تو خدا کے فضل سے دنیا کے کناروں تک پھیلے جا رہے ہیں۔ مگر چونکہ مجھے عورتوں اور بچوں کے متعلق غور و فکر کرنے کی خاص دھت ہے۔ اور ساتھ ہی میری غیرت یہ بھی گوارا نہیں کرتی کہ احمدیوں کا ایک بچہ بھی غیر احمدیوں میں جذب ہو یا یہ کہ کسی احمدی کی بیوہ ہو کر کسی غیر احمدی سے نکاح کرے۔ خواہ وہ عورت غیر احمدی ہی ہو۔ اور میری غیرت یہ بھی پسند نہیں کرتی کہ کوئی احمدی کسی غیر احمدی عورت سے نکاح کرے۔ کیونکہ وہ اس زمانہ کے نبی کی منکر اور مکذب ہے۔

بعض دفعہ لمبی سوچ بچار کے بعد دل میں جوش اٹھتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک فتوےٰ طلب کروں کہ حضور غیر احمدی لڑکی سے احمدی لڑکے کا نکاح حرام قرار دیں۔ ہاں بعض خاص صورتوں میں اگر اس کی ضرورت کسی احمدی کو ہو بھی۔ تو وہ مفصل حالات دربار خلافت میں تحریر کرے۔ یا خود حاضر ہو کر زبانی عرض کرے پھر اگر وہاں سے اجازت ملے۔ تب اس پر عمل کرے۔ ورنہ اس کے نزدیک بھی نہ جاوے ٭

یہ ہر سہ مضامین میرے اپنے ذوق کی باتیں اور احمدی لڑکیوں کی بہتری اور بھلائی کے متعلق سوچ بچار کا نتیجہ ہیں۔ والسلام

عاجز (ڈاکٹر) سید غلام حسین احمدی کیٹل فارم حصار

اشتہارات

اشتہار محکمہ نیابت نظامت اوّل منصفی درجہ اول

باجلاس مولوی محمد نواب خانصاحب ثاقب منصف

درجہ اول سرکار ریاست مالیر کوٹلہ

اشتہار

زیر آرڈر نمبر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰ ضابطہ دیوانی

سادھو رام پسر گوجرل بانیہ سکنہ موضع سرور پور ریاست مالیر کوٹلہ
مدعی

صاحب دتا پسر باوہ ذات چمار۔ سکنہ موضع سرور پورہ۔ مفقود الخبر
مدعا علیہ

دعویٰ دلاپانے مبلغ ۸۶ روپے بہی

مقدمہ مندرجہ عنوان میں صاحب دتا مدعا علیہم اپنے مسکن سے غیر حاضر ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے۔ اب تک اسپر تعمیل کیلئے بہت کوشش کی گئی ہے۔ لہذا بہ تقرر تاریخ پیشی ۱۵- نومبر ۱۹ء بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ مذکور حاضر ہوکر جواب دہی مقدمہ کرے۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ اس کے خلاف عمل میں آئیگی۔ تحریر یکم نومبر ۱۹۱۹ء

محمد نواب خان ثاقب
نائب ناظم درجہ اول

مہر عدالت

سخت ضرورت ہے (۲/۱)

دفتر تعلیم کے لئے ایک انٹرنس پاس تجربہ کار ہوشیار کلرک کی سخت ضرورت ہے۔ تمام درخواستیں ناظر صاحب تعلیم و تربیت کے نام قادیان ۲۰ نومبر تک بلکہ جلد تر آجانی چاہئیں ٭

محمد سرور شاہ۔ ناظر تعلیم و تربیت قادیان

ہیں تو دو۔ نہوں تو لو ۴/۳

کتب خانہ فرید آبادی میں میگزین اور تشحیذ کے کچھ پچھلے فائل اور بہت سے متفرق پرچے بغرض فروخت موجود ہیں۔ اور کچھ سے ملیں تو خرید بھی لئے جاتے ہیں۔ جن دوستوں کے پاس ان رسالوں کے پرچے یا فائل بکار نہوں یا جنکو درکار ہوں وہ ویلیو جلدہائے موجودہ یا مطلوبہ کا پتہ دیکر قیمت کا فیصلہ کریں۔ اور بیچ ڈالیں یا خرید لیں۔ یاد رہے کہ ان رسالوں کے بعض فائل اور پرچے اب بالکل نایاب ہیں اور چوگنی قیمتوں پر بھی ملنے مشکل

پتہ:- احمد حسین فرید آبادی قادیان

انعامی کتابیں

جو طلباء اپنے جیب خرچ سے بچاکر رسالہ اتالیق کی سالانہ قیمت عہ ادا کریں۔ اور خود خریدار بنیں یا دوسرے خریدار پیدا کرکے ان کی قیمتیں بھجوائیں۔ انہیں ذیل کی کتابوں کے سے جو کتنی چاہیں عہ قیمت کی بطور انعام دیجاتی ہیں:- انشار فیض نشار عہ اقیموا الصلوٰۃ۔ جرابیکہ رد تی کی فلاسفی دغیرہ ۲ ار سہل روحانی امر کتب بینی ار۔ سکالہ سلطان وار یہ امر۔ ترکیب نیدہ صادق۔ پنجاب کی سوغات۔ ماد کبھی اتالیق حنفیہ کا خطبہ ۲ ار۔ صبر کا اجر ۵ ہ حصہ دوم ۵ ر

مینیجر اتالیق قادیان ضلع گورداسپور

تلاش عزیز ۱/۲

ایک لڑکا احمدی عمر تخمیناً سولہ ۱۶ سال رنگ گندمی نام غوث محمد یا محمد غوث قوم سید ساکن موضع بہلہ تحصیل کھاریاں قد درمیانہ جوکہ عرصہ تین سال سے زائد کا گم شدہ ہے۔ کسی صاحب کے علم میں ہو یا اپنے نواح میں تلاش کرنے سے مل جاوے تو اس کی خبر سے خاکسار کو مطلع فرماویں۔ الراقم سید باقر علی شاہ احمدی سکنہ موضع بہلہ تحصیل کھاریاں ضلع گوجرات۔

نقلی سے بچو — اصلی مومیائی ۲/۱ — نقلی سے بچو

یہ مومیائی تمام دماغی اور بدنی کمزوریوں کے لئے اکسیر ہے۔ درد کمر کے لئے تریاق اعلیٰ درجہ کی مقوی اعضاء رئیسہ اور مولد خون صالح ہے۔ ضعف گردہ و مثانہ کے لئے اکسیر اور بوڑھوں کو عصائے پیری ہے اسکی سب سے بڑی خوبی حلق سے اترتے ہی خون بنجاتی ہے۔ چوٹ لگنے پر بہر کی کھانا درد کو فوراً موقوف کردیتا ہے۔ مرد عورت بچے بوڑھے سب کے لئے اور ہر موسم میں مفید ہے۔ قیمت فی ڈبیہ عہ علاوہ محصول

پتہ:- حکیم مرزا عنایت خان حیرت امرتسر پنجاب

اصلی ہیرا اور ہیمبر کا سرمہ ۲۰/۱ اور ست سلاجیت

ہیمبر کی تصدیق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے کی۔ اور سرمہ کی ترکیب بھی انہوں نے ہی بتلائی ہے۔ اور فرمایا کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید است۔" ہیمرے کی قیمت تولہ دس روپے اور سرمہ کی قیمت فی تولہ عا ر

ست سلاجیت

فی تولہ ڈیڑھ روپیہ (عہ) مقوی اعضائے رئیسہ مشتہی طعام۔ قاطع بلغم و ریاح و دافع بواسیر و دق شیخوخیت۔ قاتل کرم شکم۔ مفتت سنگ گردہ اور درد مفاصل کے لئے مفید ہے۔

المشتہر

احمد نور کابلی تاجر مہاجر قادیان ضلع گورداسپور

بادشاہوں کے لئے تحفہ

یا

"تحفۃ الملوک"

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

قیمت ۱۲ ار

دفتر ناظر صاحب تالیف و اشاعت قادیان سے طلب فرماویں ٭

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کے لئے شائع ہوا)